بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشارات

حال میں ہمیں ایک ایسے خادم دین سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا جس کے خلوص، سادگی، ان تھک محنت اور نمود و نمائش سے پرہیز کو دیکھ کر دل پر خاص اثر ہوا۔ ان کا نام مولانا اے۔ کے۔ عبدالحمید ہے۔ کاریکال (فرنچ انڈیا) کے رہنے والے ہیں۔ پرانے طرز کے عالم ہیں مگر ان کی فقیرانہ سادگی اور سیدھی سادھی گفتگو سے کسی کو شبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ علماء کے گروہ سے ہوں گے۔ کئی سال سے خاموشی کے ساتھ ٹامل زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ ان کی محنت شاقہ کے جو نمونے ہم نے دیکھے اُن کو دیکھ کر بے اختیار دل سے نکلا کہ الحمد للہ مسلمانوں میں اب بھی ایسے کام کرنے والے موجود ہیں۔ ٹامل زبان قرآن مجید کی زبان سے بالکل مغائر ہے، اور پھر اسلامی لٹریچر کے لحاظ سے قطعی مفلس بھی ہے۔ صرف یہی نہیں کہ قرآن کا ایک لفظ بھی ٹامل میں مستعمل نہیں، بلکہ درحقیقت مذہب اسلام کی معمولی اصطلاحات کے لیے بھی اس میں کوئی لفظ نہیں ملتا۔ جنوبی ہند کے مسلمان جو اس زبان کو بولتے ہیں، ان کی اکثریت مذہبی علوم سے قطعی ناآشنا ہے، اور زیادہ سے زیادہ جس مذہبی لٹریچر سے وہ واقف ہیں وہ داستان امیر حمزہ اور ایسے ہی چند افسانوں کے ٹامل ترجمے ہیں۔ ایسی زبان میں قرآن کے معانی بیان کرنا جس قدر مشکل ہوگا اس کا اندازہ ہر صاحب علم کر سکتا ہے۔ مولانا نے اس دشوار کام کو اپنے ذمہ لیا اور ایک ایک حصہ کا ترجمہ کر کر کے ٹامل جاننے والے علماء کے پاس بھیجا تا کہ وہ لفظ لفظ کو جانچ کر دیکھیں کہ مفہوم ادا کرنے میں کوئی غلطی تو نہیں ہوئی۔ پھر ان کی تجاویز کے مطابق ترجمہ میں اصلاح کر کے ٹامل کے پنڈتوں

سے مشورہ لیا کہ زبان کے لحاظ سے تو کوئی نقص نہیں۔ پھر اسے مختلف عامیوں کے سامنے پیش کیا اور ان سے پڑھوا کر مطلب دریافت کیا تاکہ یہ تحقیق ہو جائے کہ آیا ایک ٹامل بولنے والا عامی اس ترجمہ کو سمجھ سکتا ہے یا نہیں۔ ان مختلف امتحانات میں جو حصے کامیاب ہوئے ان کو بحال رکھا اور جو ناکام ہوئے ان میں پھر اصلاح کی اور پھر ان کو دوبارہ امتحان کے لیے پیش کیا۔ اس طرح کئی سال کی محنت و کوشش کے بعد وہ قرآن کا ایک ترجمہ کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں جس کو بہت سے ٹامل جاننے والے علمار نے مستند و معتبر قرار دیا ہے۔

ترجمۂ قرآن کا یہ کام ایک حد تک انجام پا چکا ہے اور ابھی ایک معتد بہ حصہ باقی ہے۔ اس کام کی تیاری اور اس کی اشاعت کے تمام مصارف کا ذمہ علاقۂ مدراس کے ایک مسلمان تاجر نے لیا تھا۔ لیکن بد قسمتی سے اُس کی مالی حالت خراب ہوگئی اور اب وہ ان کی مدد کرنے سے بالکل قاصر ہے۔ ایسی حالت میں مولٰنا مجبور ہوگئے ہیں کہ اپنا کام ملتوی کرکے روپے کے انتظام کی طرف توجہ کریں۔ ترجمہ کی تکمیل کافی مصارف چاہتی ہے، کیونکہ اس کے مسودوں کو بار بار طبع کرانا پڑتا ہے اور بعض مواقع پر مولٰنا کو خود علما اور پنڈتوں سے مشورہ کرنے کے لیے سفر کرنا ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد ترجمہ کی اشاعت کے لیے بھی کافی سرمایہ کی ضرورت ہے۔ مولٰنا اس امید کے ساتھ حیدر آباد تشریف لائے ہیں کہ یہاں سے سرمایہ کا انتظام ہو جائے گا، مگر ہم نے محسوس کیا کہ وہ بیچارے ان فنون میں سے کوئی فن بھی نہیں جانتے جن سے سرمایہ حاصل کیا جاتا ہے، اور نہ ان ہتھیاروں سے مسلح ہیں جو زر کھینچنے کے لیے ضروری ہیں۔ نہ ان کے پاس لباس مکر ہے، نہ زبان دراز، نہ تملق اور چاپلوسی، نہ خوشامد اور قصیدہ خوانی، نہ پروپگنڈا اور گندم نمائی و جو فروشی۔ بلکہ جس سادہ وضع سے وہ تشریف لائے ہیں اس کو دیکھ کر تو ہم کو یہ اندیشہ ہے کہ شاید بڑے آستانوں کے حاجب و دربان ان کے

ساتھ وہی سلوک نہ کریں جس کی شکایت غالب نے کی ہے کہ

گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئے
اٹھا اور اٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے

اسی وجہ سے ہم نے ان کو مشورہ دیا کہ اپنے گوشۂ عزلت میں واپس جائیں اور خدا کے بھروسے پر کام جاری رکھیں، اگر خدا کی بارگاہ میں یہ کام مقبول ہے تو سرمایہ خود ان کے پاس کھنچا چلا آئے گا، البتہ صبر و توکل شرط ہے۔

اسلامی ہند ابھی ایسے لوگوں سے خالی نہیں ہوا ہے جو تنہا اس کام کا پورا بار سنبھالنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اگر ایک مالدار شخص کا دیوالہ نکل گیا تو سینکڑوں دوسرے مالدار لوگ بھی موجود ہیں۔ اگر کوئی ایک شخص یہ ہمت نہیں رکھتا تو دس پانچ دولت مند مل کر یہ بوجھ اٹھا سکتے ہیں کمی دراصل روپے کی نہیں بلکہ روپے والوں میں جذبۂ انفاق فی سبیل اللہ کی ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم کس کو دیں، مخلص کام کرنے والے ہی نہیں ملتے۔ مگر جب مخلص کام کرنے والوں کا پتہ ان کو دیا جاتا ہے تو ان کے دل سرد ہو جاتے ہیں۔ یہ کام کرنے والا اُن کو سمجھتے ہیں جو پروپیگنڈا کرتے ہیں، مگر ان کو نہیں معلوم کہ جو پروپیگنڈا کرتے ہیں وہ کام نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک کام کرنے والے وہ ہیں جو اپنے سرپرستوں اور مددگاروں کے نام رسالوں اور اخباروں میں اچھالتے ہیں لیکن ان کو نہیں معلوم کہ نام و نمود اور شہرت کے لیے روپیہ دینا اس کو ضائع کرنا ہے۔ اگر فی الحقیقت خدا پر ایمان اور اس کے اجر پر یقین ہے، اور راہ خدا میں کچھ صرف کرنا چاہتے ہو تو ان کو دو جو درحقیقت کچھ کام کرتے ہیں، اور اس طرح دو کہ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہونے پائے۔

مولانا عبدالحمید صاحب نے ٹامیل زبان میں ایک مختصر کتاب بھی لکھی ہے جس کا عنوان "دین الفطرت"